شیخ ابوالفتح جون پوریؒ (م ۸۵۸ھ)

بعض قدیم ماخذ کی روشنی میں

(مولوی محمد ارشد اعظمی صاحب، بنارس)

شیخ المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیار رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفۂ اکبر حضرت نصیر الدین محمود چراغ دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دارالاولیار "دہلی" میں جب تعلیم و تربیت ذکر و شغل کی بزم نورانی سجائی اور طالبین و سالکین کے لئے اپنے درمیخانہ کو وا کیا تو جہاں اس باب رحمت سے حضرت خواجہ بندہ نواز سید محمد گیسو درازؒ اور حضرت مخدوم جلال الدین بخاری جہانیان جہاں گشتؒ جیسے مشائخ کبار نے فیض پایا۔ وہیں حضرت مولانا خواجگیؒ (م ـــــھ) اور قاضی عبدالمقتدر دہلویؒ (م ۷۹۱ھ) جیسے علمائے نامدار نے بھی کسب کمال کیا ہے۔ جن کے نورِ علم سے پورا ہند و پاک جگمگایا ہے۔ اور جب قاضی عبدالمقتدر دہلویؒ نے "دہلی" میں علم و فضل کی مسند بچھائی تو اس معروف روزگار درسگاہ سے ملک العلمار قاضی شہاب الدین دولت آبادیؒ (م ۸۴۹ھ) قاضی نصیر الدین جون پوریؒ (م ۸۱۷ھ) پیدا ہوئے مفتی علار الدین گوالیاریؒ (م ۸۳۴ھ) شیخ احمد تھانیسریؒ (م ۸۲۰ھ) پیدا ہوئے۔ شیخ حسام الدین فتح پوریؒ (م ۸۵۳ھ) شیخ حسین گلبرگویؒ (م ۸۱۲ھ) اور خود قاضی عبدالمقتدر دہلویؒ کے پوتے شیخ ابوالفتح جون پوریؒ (م ۸۵۸ھ) پیدا ہوئے جو سب کے سب صاحب فضل و کمال اور رشد و ہدایت کا مرکز ہوئے ہیں۔ مگر ان سب میں شیخ ابوالفتح جون پوریؒ ممتاز خصوصیات و کمالات کے حامل ہوئے

ہیں یعنی جد مکرم قاضی عبدالمقتدرؒ کے وصال کے بعد ان کے قائم مقام ہوئے اور دہلی میں آپ کا فیض جاری ہوا اور علمی شان کا سکہ جا۔ پھر اس کے بعد جون پور کو رونق بخشا تو آپ کے علوم و معارف سے دیار پورب سیراب ہوا۔ اس عظیم ہستی کے درس و تدریس وعظ و نصیحت نے ظلمت کدۂ ہند کو درخشانی اور تابانی عطا کی ہے، عصر حاضر کے محقق مورخ مولانا قاضی محمد اطہر صاحب مبارک پوری نے لکھا ہے کہ "شیخ ابوالفتح جون پوریؒ اپنی ذات سے پوری ایک انجمن تھے" اس مقالہ میں موضوع سخن شیخؒ ہی کے حالات و کمالات پر کچھ تفصیلی روشنی ڈالنی ہے۔ چنانچہ حکیم مولانا عبدالحیٔ صاحب لکھنوی رح آپ کے تذکرہ کا آغاز بایں الفاظ فرمایا ہے:۔

الشیخ الفاضل الکبیر العلامۃ ابوالفتح بن عبدالحیٔ بن عبدالمقتدر بن رکن الدین الشریحی الکندی الدھلوی ثم الجون پوری کان من افاضل المشھورین [۱]	شیخ، فاضل، بزرگ، علامہ، ابوالفتح دہلوی ثم جون پوری رحمۃ اللہ علیہ جو شیخ عبدالحیٔؒ کے صاحبزادے اور قاضی عبدالمقتدر بن رکن الدین شریحی کندیؒ کے پوتے ہیں، وہ یعنی علامہ ابوالفتح رح اپنے وقت کے مشاہیر فضلاء کرام میں تھے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ بایں انداز آپ کا تذکرہ فرماتے ہیں کہ:۔

شیخ ابوالفتح جون پوریؒ مرید و شاگرد جد خود است قاضی عبدالمقتدرؒ و نیز بر طریقۂ جد خود فاضل و دانشمند بود [۲]	شیخ ابوالفتح جون پوریؒ اپنے جد مکرم قاضی عبدالمقتدرؒ کے شاگرد رشید و مرید سعید ہیں اور اپنے دادا جان ہی کی طرح صاحب فضل و کمال اور دانشمند تھے۔

---

[۱] نزھۃ الخواطر ص ۳ ۵ ۳ [۲] اخبار الاخیار ص ۱۷۵۔

گویا شیخ ابوالفتح جون پوریؒ اپنے دور کے باکمال عالم دین۔ فاضل عصر، جامع معقول، شیخ طریقت اور واقف حقیقت تھے، لیکن اس کے علاوہ دوسرے اوصاف وکمالات بھی ہیں، یعنی اپنے جد مکرم قاضی عبدالمقتدرؒ کی یادگار، رشد و ہدایت کے معروف تاجدار، علمی فوائد کے بحر ناپیدا کنار، میدان شعرگوئی اور فصاحت و بلاغت کے شہسوار ہونے کے ساتھ ہی نادر روزگار بھی تھے۔ ذیلی عنوانات میں مذکورہ حالات سے اس کا اندازہ آپ کو بخوبی ہو سکے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

(۱) ولادت و طفولیت | آبائی وطن "دہلی" ہے، آپ اپنی والدہ ماجدہ کے شکم میں چودہ ماہ رہے جس کی وجہ سے جد بزرگوار قاضی عبدالمقتدرؒ متفکر اور پریشان رہے۔ تو حضرت رکن الدین ابوالفتح سہروردی ملتانیؒ نے ایک شب قاضی صاحبؒ کو خواب میں بشارت دی کہ:۔

"آپ کے گھر میں جو بچہ کی ولادت ہونے والی ہے وہ "ولی کامل" اور مشہور زمانہ ہوگا، اس کا نام میرے نام پر "ابوالفتح" رکھئے گا۔

چنانچہ اس مناسی بشارت کے بعد ہی ۱۴ محرم الحرام ۸۰۲ھ کو سرزمین دہلی میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی اور نام نامی "ابوالفتح" رکھا گیا۔ جس روز آپ تولد ہوئے تو قاضی عبدالمقتدرؒ کے دولت خانہ پر حضرت شیخ عثمان سیاحؒ کے مرید رشید حضرت جمال الدینؒ تشریف لائے اور یہ بشارت دی کہ جو بچہ پیدا ہوا ہے وہ "ولی باکرامت ہے" اور اس سے آپ کا گھر پرنور ہوگا، [۳] گویا ان بزرگان دین کی بشارت سے ثابت ہوا کہ حضرت شیخ ابوالفتح جون پوریؒ مادر زاد باکرامت ولی کامل تھے"

(۲) تعلیم و تربیت | چونکہ شیخ ابوالفتح جون پوریؒ کے والد گرامی شیخ عبدالحیؒ نے قاضی

---

[۳] تاریخ جون پور ص ۲۰۳ و اولیائے ہند و پاک ص ۱۲۷ ج ۲

عبدالمقتدرؒ کی حیات ہی میں حضرت شیخؒ کی ولادت سے قبل ہی وفات پائی اس لئے تعلیم وتربیت کی ذمہ داری قاضی عبدالمقتدرؒ پر آگئی۔ چنانچہ قاضی صاحبؒ نے اپنے پوتے کی نشو ونما اور تہذیب واخلاق نگہداشت و پرداخت تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ دی اور بڑی عنایت و شفقت لطف و محبت سے اس ذمہ داری کو پورا فرمایا لہذا شیخ ابوالفتحؒ نے اپنے جد مکرمؒ کی مبارک آغوش اور ان ہی کے ظل عاطفت میں عمر کی ابتدائی منزل کو طے کیا اور جوان ہوئے، علوم دینیہ کی تحصیل و تکمیل بھی اپنے دادا جان ہی سے فرمائی۔ [۴]

(۳) احسان وتصوف | علوم ظاہری سے فراغت کے بعد اپنے جد محترم قاضی عبدالمقتدرؒ سے شرف بیعت حاصل کی چونکہ مادر زاد ولی تھے قلب مضطر میں یاد الٰہی کی چنگاری دبی ہوئی تھی، باطنی جوہر کی دولت لازوال سے مالامال تھے اس لئے بیعت ہونے کے بعد یہ روحانی کمال اجاگر ہونا شروع ہوگیا، قاضی صاحبؒ نے پوری توجہ سے طریقت کی تعلیم دی اور ذکر وشغل میں لگایا جس سے شیخ ابوالفتح جونپوریؒ نے احسان وتصوف اور محبت ومعرفت کی وادی کو بہت جلد طے کرلیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس راہ میں کمالات سے نوازا کہ قاضی صاحبؒ نے اجازت و خلافت سے شرفیاب کردیا [۵]

مرزا محمد اختر صاحب دہلوی لکھتے ہیں کہ:۔

آپ (شیخ ابوالفتح جونپوریؒ) نے اپنے دادا (قاضی عبدالمقتدرؒ) سے تربیت (ظاہری و باطنی) پائی اور خرقہ خلافت (واجازت) حاصل کیا۔ بعد انتقال قاضی عبدالمقتدرؒ کی مسند خلافت چشتیہ پر متمکن ہوئے۔ [۶]

(۴) درس وافادہ | تحصیل کمال اور دادا کے انتقال کے بعد قاضی عبدالمقتدرؒ کی جانشینی بھی ملی جس کی وجہ سے شیخ ابوالفتح جونپوریؒ دہلی میں افادہ علوم درس و

---

[۴] نزھۃ الخواطر ص ۳-۳۵ – [۵] ایضاً ص ۳۵۳ – [۶] تذکرہ اولیائے ہند وپاک صفحہ ۱۶۴ ج ۲

تدریس وعظ وارشاد میں مصروف ہوگئے، جد مکرم رحؒ کے منصب اور جانشینی کو اس انداز پر سنبھالا اور رشد و ہدایت کی ذمہ داری کو نبھایا کہ قاضی عبدالمقتدر رحؒ کی یاد تازہ کردی۔ آپ کے انداز گفتگو اور شیریں کلامی نیز فصاحت و بلاغت نے لوگوں کے قلوب میں کشش پیدا کردی یہی وجہ ہے کہ سرزمین دہلی میں ایک مدت تک عوام وخواص کو علمی نفع پہنچایا اور روحانیت کا درس دیا۔ حکیم مولانا عبدالحیٔ صاحب لکھنوی رحؒ فرماتے ہیں کہ:۔

درس وافاد بدارالملک مدۃ مدیدۃ۔ ۵۷ | شیخ ابوالفتح جون پوریؒ نے ایک عرصہ دراز تک دارالسلطنت دہلی میں درس وافادہ کی بزم نورانی کو سجایا اور طالبان علوم کو سیراب کیا۔

اس لئے کہ قاضی عبدالمقتدرؒ نے آپ کو درس و تدریس وعظ ونصیحت کی وصیت فرمائی تھی۔ چنانچہ اقبال احمد صاحب جون پوری لکھتے ہیں کہ:۔

بموجب حکم و وصیت (جد بزرگوار قاضی عبدالمقتدر رحؒ) تاحیات درس و تدریس اور فوائد علوم میں مشغول رہے۔ ۵۸

(۵) فتنۂ تیمور وسفر جون پور | دہلی علوم دینیہ اور رشد و ہدایت کا مرکز تھا سکون وعافیت کے ساتھ علماء ومشائخ اللہ ورسول کا پیغام پہنچا رہے تھے اُس چمن میں باد بہاری کے جھونکے چل رہے تھے جو مشام جان کو معطر ومعنبر بنائے ہوئے تھے۔ مگر افسوس فتنۂ تیموری نے سر اٹھایا جس کی وجہ سے سارا انتظام درہم برہم ہوگیا چمن اجڑنے لگا خزاں کا دور دورہ ہوگیا اہل علم وفضل حیرانی پریشانی میں مبتلا ہوگئے اس بنا پر انھیں سفر کرکے دوسری جگہوں کا بسیرا لینا پڑا۔ چنانچہ اس وقت دیار

---

۵۷ نزھۃ الخواطر ص ۳ ج ۳ ۵۸ تاریخ شیراز ہند ص ۲۰۳

پورپ میں دارالسرور جون پور ابراہیم شاہ شرقی کی علم دوستی و علماء نوازی سے علماء و مشائخ کا گہوارہ بن رہا تھا۔ اور سب کے سب یہیں کھینچے چلے آرہے تھے مولانا قاضی محمد اطہر صاحب مبارک پوری لکھتے ہیں کہ:۔

۸۰۱ھ میں فتنۂ تیموری نے سر اٹھایا اور وسط ایشیاء کو روندتا ہوا ۸۰۱ھ میں دہلی پہنچ گیا۔ جس سے وہاں کے اہل علم پریشانی میں مبتلا ہوگئے ادھر جون پور امن و امان اور علم و علماء کا گہوارہ بن رہا تھا ان حالات میں خاص طور سے دہلی کے اودھی علماء و فضلاء اور ان کے تلامذہ و مسترشدین نے جون پور کا رُخ کیا اور دہلی کی تباہی کے نتیجہ میں جون پور کی آبادی ہوئی۔ ۹

مصائب قوم عند قوم فوائد۔

یہ دیوان متنبی کا ایک مصرع ہے جس میں بقول ایک عالم و بزرگ کے کہ اس نے پوری دنیا کا خلاصہ بیان کر دیا ہے کہ ایک قوم پر مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹتے ہیں تو دوسری طرف دوسری قوم اسی سے نفع مند و لطف اندوز ہوتی ہے ایک چمن اجڑتا ہے تو دوسرا گلشن آباد ہو جاتا ہے ایک کا نقصان ہوتا ہے تو دوسرا نفع اٹھا لیتا ہے دنیا کا سارا کاروبار و نظام اس انداز پر قائم ہے۔ چنانچہ فتنۂ تیموری سے بھی دلی کا گلشن اجڑ رہا تھا تو دارالسرور جون پور کا چمن آباد ہو رہا تھا اور تاجدار پورب ابراہیم شاہ شرقی نے علمی سرپرستی و علماء نوازی کو اپنا شیوہ بنا لیا تھا۔ مولانا نظام الدین ہروی رحمہ کہتے ہیں کہ:۔

سلطان مبارک شاہ شرقی کے انتقال پر جب سلطان ابراہیم شاہ شرقی سریر آرائے سلطنت ہوا تو امن و امان کی فضاء میں عوام و خواص

---

۹ رسالہ معارف اعظم گڑھ دسمبر ۱۹۶۷ء۔

نے سکون کا سانس لیا اور جو علماء و مشائخ آشوب زمانہ سے پریشان تھے وہ جون پور چلے آئے وہ اس زمانہ میں دارالامان تھا اور شرقی سلطنت علماء کی کثیر تعداد کے آنے سے "دارالعلوم" بن گئی تھی[۵]

چنانچہ انھیں واردین وصادرین کے نورانی قافلے میں سرفہرست حضرت شیخ علامہ ابوالفتح جون پوری رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ:۔

در واقعہ صاحب قرآن امیر تیمور با بعضے دیگر از اکابر شہر بہ جون پور رفت[۶]	یعنی صاحب قرآن امیر تیمور کے واقعۂ فساد میں شہر دہلی کے دوسرے اکابر حضرات کے ہمراہ دہلی سے جون پور کا آپ نے سفر فرمایا۔

(۶) قیام جون پور | شیخ ابوالفتح جون پوری ان حالات وفسادات میں جب جون پور تشریف لائے تو قیام وطعام کا ظاہری طور پر کوئی انتظام واہتمام نہیں تھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے یقین وتوکل کی دولت سے مالامال فرمایا تھا۔ جد مکرم قاضی عبدالمقتدر کی ظاہری دولت کے ساتھ روحانی اور باطنی دولت بھی ملی تھی۔ لہذا کسی کے سامنے کسی قسم کی کوئی پیشکش نہیں فرمائی بلکہ جون پور کے مکانات کے دیواروں کے سایہ میں بسر اوقات الکریم متوکلانہ اور فقیرانہ زندگی گذارنی شروع کردی۔

حضرت شیخ یاد الٰہی کے ستانے اور عبادت وریاضت کے دیوانے تھے اسی لئے آمد جون پور کے بعد بہت ہی خوشی پسندانہ اور مجاہدانہ ایام گذاری فرمائی جناب مرزا محمد اختر صاحب دہلوی لکھتے ہیں کہ:۔

آمد امیر تیمور میں جون پور تشریف لائے اور زیر سایۂ دیوار ایام گذاری کی

[۵] طبقات اکبری ص ۵۲۸ بحوالہ معارف مئی ۱۹۴۷ء۔

[۶] اخبار الاخیار ص ۱۷۵۔

بعض اوقات بھوک سے بدن میں لرزہ آجاتا تھا۔ ۱۲

جناب اقبال احمد صاحب، جون پوری لکھتے ہیں کہ:۔

واقعہ، امیر تیمور میں دوسرے اکابرین کے ہمراہ دہلی سے جون پور آئے بطریقۂ فقر وتوکل بسر کرتے رہے اور فقرار کاملین کی خدمت میں حاضر ہوکر ریاضت فرماتے اور ایک بے مثالی حالت وجد میں رہا کرتے جون پور آنے کے بعد بہت دنوں تک بلامکان سایۂ دیوار کے نیچے مجاہدہ میں مصروف رہے، کھانے پینے کا بھی کوئی انتظام نہیں تھا۔ اکثر بھوک کی وجہ سے ایسا ضعف پیدا ہوجاتا تھا کہ ہاتھ پیر کانپنے لگتے تھے، اکثر آپ کے خاندان والوں اور مریدوں نے آپ کیلئے مکان رہائش وغیرہ کا انتظام کرنا چاہا مگر، آپ نے منظور نہیں کیا۔ ۱۳

غرضیکہ قیام جون پور میں شیخ ابوالفتح جون پوریؒ نے سارے مصائب و آلام کو بخوشی برداشت کیا۔ مگر کسی پر بار نہیں بنے اور نہ کسی کے احسان مند ہوئے لیکن حب اللہ تعالیٰ نے عسر اور تنگدستی کو دور فرماکر یُسر اور فراخدستی عطاء فرمائی اور فتوحات کی بارش شروع ہوئی تو اپنی درس گاہ بھی تعمیر فرمائی جہاں سے علوم دینیہ کے چشمے پھوٹے اور اپنی خانقاہ بھی بنوائی جو رشد و ہدایت کا مرکز بنی اور جہاں سے وعظ و نصیحت کا نور پھیلا۔

جناب مرزا محمد اختر دہلوی لکھتے ہیں کہ:۔

ایک روز ایک سوداگر مرید قاضی عبدالمقتدرؒ کا آیا آپ کی یہ

۱۲ تذکرہ اولیائے ہند و پاک ص ۱۶۷ ج ۲۔ ۱۳ تاریخ شیراز ہند ص ۱۹۰

صورت (فقر و فاقہ وغیرہ) دیکھکر کہنے لگا کہ ایک مکان قریب مسجد
نہایت عمدہ ہے خرید لیجئے اگر پیسہ نہ ہو تو میرے پاس موجود ہے اور تھیلی
آپ کے آگے رکھدی آپ نے اس پیسہ سے وہ مکان خرید ا اور
بتدریج خانقاہ تیار کرائی۔ [۱۴]

جناب اقبال احمد جون پوری لکھتے ہیں کہ:۔

کچھ روز بعد خزانۂ غیب آپ پر ظاہر ہوا آپ نے مکان اور خانقاہ
تعمیر فرمائی۔ [۱۵]

(۷) کمالات | یہ ایک حقیقت ہے کہ انسان کی عظمت و شخصیت اس کے کمالات ہی کے آئینے میں اُجاگر اور نمایاں ہوتی ہے، اس کا کردار اور کارنامہ ہی امتیازی شان و خصوصیات کو برقرار رکھتا ہے، فاضل العلامہ حضرت شیخ ابو الفتح جون پوریؒ کی بلند ہستی بھی کچھ خصوصیات اور کمالات کا آئینہ دار ہے۔ چنانچہ حضرت مولانا حکیم عبدالحیؒ صاحب لکھنوی نے بہت بصیرت افروز اور نہایت شاندار بیان اس سلسلہ میں دیا ہے فرماتے ہیں کہ:۔

کان عالماً کبیراً بارعاً فی الفقہ والاصول والکلام واللغۃ وقرض الشعر، وقد منحہ اللہ سبحانہ القسط الاوفر من الفصاحۃ و البلاغۃ [۱۶]	یعنی شیخ ابو الفتح جون پوریؒ اپنے دور کے مایۂ ناز جید عالم دین فقہ اور اصول فقہ میں باکمال اور فن لغت و کلام میں ماہر تھے اور شعر گوئی میں خصوصی ذوق و شوق حاصل تھا، اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے آپ کو فصاحت و بلاغت میں تو خاص ملکہ اور امتیازی شان عطا فرمائی تھی۔

---

[۱۴] تذکرہ اولیائے ہند و پاک ص ۱۶۷، ج ۲۔ [۱۵] تاریخ جون پور ص ۲۰۴۔ [۱۶] نزہۃ الخواطر ص ۳ ج ۳

لہذا اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم دین کی دولت جد مکرم کی وراثت و خلافت سے نوازا تھا اور قاضی عبد المقتدرؒ کی وصیت بھی تھی اس لئے درس و تدریس ذکر و شغل وعظ و نصیحت وغیرہ ہی میں تا زندگی مشغول رہے۔

حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ:۔

برحکم وصیت او بدوام درس و افادۂ علوم مشغول، فصیح بود ۱۷	قاضی عبد المقتدرؒ کی وصیت مبارکہ کے مطابق ہمیشہ درس و افادۂ علوم ہی میں مشغول رہے ساتھ ہی حضرت شیخؒ فصیح اللسان بھی تھے۔

اس لئے دیار پورب ہی نہیں بلکہ پورے ہند و پاک میں آپ کا علمی اور روحانی فیض پھیلا اور آپ کی ذات اقدس سے علوم فنون کا ارتقاء ہوا۔ مولانا ابوالحسنات صاحب ندوی لکھتے ہیں کہ:۔

جون پور میں سلاطین شرقیہ کی علم پرستی کے باعث شیخ ابوالفتح، شہاب الدین دولت آبادی۔ محمد افضل استاذ الملک، مولانا الہداد۔ ملا محمود صاحب شمس بازغہ، مفتی عبد الباقی اور دیوان عبد الرشید جیسے صاحب فضل و کمال پیدا ہوئے جن کا سلسلہ فیض تمام ہندوستان میں پھیلا ۱۸

ان تصریحات کی روشنی میں یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ شیخ ابوالفتح جون پوریؒ فضل و کمال کا مظہر علوم دینیہ کا مرکز اور رشد و ہدایت کا سرچشمہ تھے۔

(۸) معاصر، دولت آبادیؒ | ملک العلماء قاضی شہاب الدین دولت آبادی رح حضرت شیخ ابوالفتح جون پوری رح کے ممتاز معاصر اور قاضی عبد المقتدر رح کے

---

۱۷ اخبار الاخیار ص ۱۷۵، ۱۸ ہندوستان کی قدیم اسلامی درسگاہیں ص ۳۶

تلمیذ رشید تھے۔ امیر تیمور کی ہلاکت آفرینی اور فتنہ سامانی میں ملک العلماء رحمۃ نے بھی سفر جون پور فرمایا۔ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ لکھتے ہیں کہ:۔

قاضی شہاب الدین ہمدراں واقعہ از دہلی بدآنجا رفتہ است لہ

قاضی شہاب الدین بھی امیر تیمور کی فتنہ پردازی کے ایام میں دہلی سے جون پور تشریف لائے تھے۔

اسی طرح شیخ دہلوی نے دوسری جگہ بیان کیا ہے کہ:۔

اما شہرت وقبولے کہ حق تعالی اورا عطا کرد ہیچ کس را از اہل زماں او نکرد لہ

یعنی جو شہرت وقبولیت حق تعالیٰ نے قاضی شہاب الدین کو ان کے ہمعصروں میں عطا فرمائی تھی کسی کو اس دور میں نہیں ملی۔

قاضی محمد اطہر صاحب مبارک پوری لکھتے ہیں کہ:۔

قاضی (شہاب الدین) صاحب جون پور میں کیا رونق افروز ہوئے کہ دیار پورب کی علمی وروحانی سلسلہ کی وہ تمام دولت جو دہلی میں لٹ رہی تھی سمٹ سمٹا کر پھر پورب میں آگئی اور آٹھویں صدی میں اودھ کی جو روشنی دہلی کے میناروں پر ملور ہی تھی وہ نویں صدی شروع ہوتے ہی جون پور کی فصیلوں پر ہونے لگی جس سے دیار پورب کے بام ودر چمک اٹھے اس طرح اس دیار کی متاع علم وفن پھر اس دیار میں لوٹا دی گئی۔ ھذہ بضاعتنا ردت الینا لہ

اور اسی دیار پورب جون پور میں شیخ ابو الفتح جون پوری بھی رونق افروز ہو چکے تھے جن کے علم وفضل سے وعظ وتلقین سے بزم گرم رہا کرتی تھی ملک العلماء

لہ ولہ اخبار الاخیار ص ۱۷۵ و ۱۸۰ لہ معارف مئی ۱۹۵۱ء

کی معاصرت اور ہم وطنیت و رفاقت سے علمی مذاکرات، فقہی مسائل و جزئیات پر بحث و مباحثے بھی ہوتے تھے لیکن اس میں اس قدر شدت پیدا ہوتی چلی گئی کہ بسا اوقات باہم مناظرہ بازی کی نوبت بھی آجاتی تھی، چنانچہ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی اس سلسلہ میں ایک مباحثے اور مناظرے کی طرف نشاندہی فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ:-

او را با قاضی شہاب الدین در اصول کلامیہ و فروع فقہیہ بحثہا بود، خصوصاً در زباد کہ از گربہ مشکیں می چکد شیخ آن را نجس می گفت قاضی بطہارت او می رفت ؎۲۲	شیخ ابوالفتح کی قاضی شہاب الدین سے اصول کلامیہ اور جزئیات فقہیہ میں بحث ہوا کرتی تھی خصوصیت سے "زباد" جو مشک بلائی سے ٹپکتا ہے شیخ اسے ناپاک اور نجس فرماتے تھے اور قاضی صاحب اسے پاک قرار دیتے تھے۔

قاضی محمد اطہر صاحب مبارک پوری کا بیان ہے کہ:-

شیخ ابوالفتح بن عبد الحیٔ بن عبد المقتدر شریحی کندی متوفی ۸۵۸ھ قاضی (شہاب الدین) صاحب کے استاد کے پوتے ہیں، جودت طبع اور تبحر علمی میں دادا (قاضی عبد المقتدر) کے جانشین تھے، فتنۂ تیموری میں وہ بھی دہلی سے جون پور چلے آئے تھے اُن میں اور قاضی صاحب میں اکثر فقہی و کلامی مسائل میں بحث و مناظرہ ہوتا تھا دونوں ایک ہی میدان کے مرد تھے مختلف فیہ مسائل میں داد تحقیق دیا کرتے تھے اس سلسلہ میں ایک مرتبہ زباد (بلی نما ایک جانور سے نکلا ہوا خوشبودار مادہ) کی طہارت و نجاست کی بحث چل پڑی، شیخ ابوالفتح ناپاک اور

؎۲۲ اخبار الاخیار ص ۱۷۵

نجس مانتے تھے اور قاضی صاحب طہارت کے قائل تھے، انھوں نے
اس پر ایک رسالہ بھی لکھا جس میں زباد کی پاکی اور طہارت ثابت
کی، یہ بحث اتنی بڑھی کہ تلخی کی نوبت آگئی ۵۲۲

اور یہ ایک حقیقت ہے کہ تحقیق طلب مسائل میں علمائے حقانی کے یہاں اختلافات ہوا کرتے ہیں جو بلاشبہ وسعت و رحمت کا مظہر ہوتے ہیں اور ان حضرات کی تلخ بیانی اور شیریں کلامی محض حق اور صرف حق کے لئے ہوتی ہے۔

(۹) شجرۂ بیعت | شیخ ابوالفتح جونپوری رح کا شجرۂ بیعت اس طرح ہے کہ شیخ ابوالفتح شریحی کندی ثم جونپوری وھو من جدہ و شیخہ واستاذہ مولانا قاضی عبدالمقتدر الدہلوی وھو من شیخہ واستاذہ شیخ نصیرالدین محمود چراغ دہلوی وھو من شیخہ شیخ المشائخ محبوب الٰہی نظام الدین اولیا دہلوی قدس اللہ اسرارھم ورحمھم اللہ تعالیٰ الی آخرھم

۵۲۲ معارف جون ۱۹۴۷ء، تذکرہ نگار مناسب سمجھتا ہے کہ موضوع اختلاف اور حاصل بحث کو وضاحت سے بیان کر دے تاکہ قارئین بھی معلومات میں اضافہ کر سکیں
"مشک بلائی" ایک جانور ہے جسے "صحرائی بلی" بھی کہتے ہیں یہ شہری بلی سے قدرے بڑا ہوتی ہے اور کان بھی ذرا لمبا ہوتا ہے، رنگ بھورا خاکستری اور اس پر سیاہ دھاریاں ہوتی ہیں۔ یہ بری طرح کاٹتی ہے، لیکن اس کے دم کے نیچے ایک تھیلی ہوتی ہے جس میں سے ایک خاص قسم کی خوشبو نکلتی ہے جو سفید زردی مائل اور کبھی سیاہ ہوتی ہے، اس جانور کو پنجرے میں بند کرکے بہت ہوشیاری اور ترکیب سے اس کی تھیلی سے خوشبودار مادہ چمچے سے کھرچ کر نکالتے ہیں، شوقین حضرات محض خوشبو ہی حاصل کرنے کے لئے اسکو پالتے ہیں تو اختلاف نفس جانور کے حلال و حرام ہونے میں نہیں ہے کیونکہ وہ جانور تو بلاشبہ حرام ہے۔ اختلاف اسکی خوشبو "زباد" یعنی خام نافۂ مشک کے بارے میں ہے کہ شیخ ابوالفتح جونپوری اسکی نجاست اور قاضی شہاب الدین اسکی طہارت کے قائل ہیں (ملخصاً غیاث اللغات و اردو کی چھٹی کتاب)
محمد ارشد عفا اللہ عنہ ۵ ۹/۲ ۵، مدرسہ مطلع العلوم بنارس۔

(۱۰) تصنیف و تالیف | شیخ کی کسی مکمل تصنیف کا تو پتہ نہیں ملتا ہے البتہ اس سلسلہ میں دو ملفوظات کا پتہ چلتا ہے جو گویا تالیف اور یادگار ہی کی حیثیت رکھتے ہیں اور اس کا پتہ بھی شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ نے آپ کے تذکرہ کے ضمن میں دیا ہے، چنانچہ آپ نے اپنے جد محترم قاضی عبد المقتدرؒ کے ارشادات و ہدایات کو جمع فرما کر ایک کتاب مرتب فرمائی ہے جیسا کہ شیخ دہلویؒ لکھتے ہیں کہ:۔

شیخ عبد الوہاب کہ دریں زماں انجب اولاد ایشاں است می گوید کہ شیخ ابو الفتح کتاب از ملفوظات جد خود جمع کردہ است[۲۴]	یعنی شیخ عبد الوہابؒ جو اس وقت شیخ ابو الفتح جون پوریؒ کی اولاد میں بزرگ و شریف تر ہیں وہ فرماتے ہیں کہ شیخ ابو الفتح رحمۃ اللہ علیہ نے جد مکرم قاضی عبد المقتدرؒ کے ملفوظات و ارشادات کو ایک کتاب کی شکل میں جمع فرمایا ہے۔

گویا اس بیان کی روشنی میں یہ ثابت ہوا کہ "ملفوظات قاضی عبد المقتدرؒ" کے جامع اور مرتب شیخ ابو الفتح جون پوریؒ ہیں

دوسری کتاب "ملفوظات شیخ ابو الفتح جون پوریؒ" ہے۔ جسے حضرت شیخؒ کے خلفاء کرام نے جمع کیا ہے۔ چنانچہ اس کا اشارہ بھی حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ ہی کے ایک سلسلۂ بیان سے ملا ہے جیسا کہ ایک مقام پر لکھا ہوا ہے کہ:۔

...... ملفوظے کہ خلفائے او تصنیف کردہ اند الخ[۲۵]	وہ ملفوظات جسے شیخؒ کے خلفاء نے مرتب کیا ہے۔

تو اقوال و نصائح وغیرہ شیخ ہی کے ہیں مگر جامع اور مرتب آپ کے خلفاء حضرات ہیں۔ اور یہ اہل بصیرت حضرات جانتے ہیں کہ کسی شیخ کے ملفوظات منسوب اُن ہی کے (باقی صفحہ ۲۵ پر)

---

[۲۴] و [۲۵] اخبار الاخیار ص ۱۷۵۔